اور صاف مطلب آخرت کا وعدہ ہے نہ کہ قیامت کے قریب زمانے کا کوئی وقتِ موعود۔ اور سب کو اکٹھا کر لانے یا جمع کر لانے سے مراد قیامت کے روز جمع کرنا ہے۔ اس میں کوئی اشارہ تک اس بات کی طرف نہیں ہے کہ اسی دنیا میں بنی اسرائیل کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ اس پر مزید ستم یہ ہے کہ "ایک جگہ جمع کرنے" کے تصور کو آیت کے الفاظ میں داخل کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ یہ بھی طے کر دیا گیا کہ وہ جگہ "اسرائیلیوں کے وطنِ قدیم" کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ توبعینہٖ یہودیوں کے اس دعوے کی تائید ہے کہ دو ہزار برس تک فلسطین سے بے دخل رہنے کے باوجود اس پر ان کا حق فائق ہے کیونکہ وہ ان کا وطنِ قدیم ہے، اور اب دو ہزار برس سے یہ ملک جن لوگوں کا حقیقت میں وطن ہے اُن کے مقابلے میں برطانیہ اور رُوس اور امریکہ نے نہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین پر یہودیوں کے حقِ سکونت کو فائق قرار دے کر انہیں ہر ملک سے وہاں جمع کروایا ہے۔ اس طرح تو اسرائیلی ریاست کا قیام اللہ تعالیٰ کے ایک وعدے کا نتیجہ قرار پاتا ہے نہ کہ دنیا کی ظالم قوموں کی ایک سازش کا۔ حالانکہ آیت کے الفاظ میں اس مفہوم کے لیے قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلام کے نام لیواؤں کی غیر اسلامی حرکات

سوال:۔ آج کل ایک مذہبی تنظیم کے بعض حضرات تین کتابیں بڑی سرگرمی سے پھیلا اور لوگوں کو پڑھا رہے ہیں۔ تینوں ارشد القادری صاحب نے لکھی ہیں جو بہار (بھارت) کے باشندے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں، جماعتِ اسلامی، تبلیغی جماعت، زلزلے۔ پہلی دو کتابیں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے خلاف اور تیسری دیوبندی علماء کی تردید میں ہے۔ اوّل الذکر کتاب میں مولانا مودودی کی بہت سی تحریریں نقل کی گئی ہیں جو کتابوں کے علاوہ ترجمان القرآن کے پرانے پرچوں سے جمع کی گئی ہیں۔ یہ پرچے اب آسانی سے دستیاب نہیں بلکہ بعض تو بالکل نایاب ہیں، اس لیے شبہ ہوتا ہے کہ "ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں"۔ اس پوری کتاب کا جواب لکھنا تو دشوار بلکہ بیکار ہے۔ لیکن چند سوالوں کو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اگر آپ انتخاب کر لیں اور ان کی حقیقت واضح کر دیں تو عوام الناس کو کچھ تو معلوم ہو گا کہ جو لوگ نظامِ مصطفیٰ کے قیام کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ کن حربوں سے کام لے رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی مکمل خاموشی کا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ اعتراضات سب صحیح اور بجا ہیں اور ان کا کوئی جواب ممکن نہیں۔ ارشد القادری

صاحب کے نام کے ساتھ کتاب پر سکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں دنیا بھر کے مسلمانوں میں پھیلائی جاتی ہوں گی اور انہیں بدگمانی میں بتلا کرنے کی کوشش کی جاتی ہوگی۔

جواب:- (از ملک غلام علی صاحب) جناب قادری صاحب کا کتابچہ "جماعت اسلامی" میری نظر سے گزرا ہے۔ میں اس کے چند اقتباسات نمونۃً پیش کرتا ہوں جس سے ہر شخص بآسانی یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ صاحب خوفِ خدا اور محاسبۂ آخرت سے کتنے عاری اور جھوٹ گھڑنے میں کتنے ماہر اور جری ہیں۔ اپنی کتاب کے ص۲۲ پر انہوں نے مولانا مودودی صاحب کی تصنیف تنقیحات سے ایک عبارت یوں نقل کی ہے:-

"قرآن و سنتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر قرآن و حدیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں"۔
تنقیحات ص۱۱۴

اس عبارت پر یہ حضرت یوں تبصرہ کرتے ہیں،

"جب تک کوئی نیا رسول نہ پیدا ہو قرآن وحدیث کا نیا ذخیرہ کہاں سے فراہم ہوسکتا ہے۔ دیکھنا چاہیے آگے کیا گل کھلتا ہے؟"

تنقیحات کے جس مضمون کا ایک فقرہ ہے کر اس میں تحریف کی گئی ہے اس مضمون کا عنوان دینے سے گریز کیا گیا ہے تاکہ اصل ماخذ آسانی سے نہ مل سکے۔ تاہم میں نے تلاش کے بعد وہ ایڈیشن فراہم کرلیا جس کے ص۱۱۴ ہی پر یہ عبارت موجود ہے۔ پوری عبارت درج ذیل ہے،

"قرآن اور سنتِ رسولؐ کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہییں جو قرآن اور سنت کے مغز کو پاچکے ہوں"۔
(تنقیحات ص۱۱۴، پانچواں ایڈیشن، مکتبہ جماعت اسلامی۔ دارالاسلام پٹھانکوٹ)

قادری صاحب کا کرتب ملاحظہ ہو کہ تفسیر کے لفظ کو قرآن کے لفظ سے بدل کر قاری کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ مولانا مودودی کسی نئے قرآن کی تعلیم کا مشورہ دے رہے ہیں، حالانکہ مولانا صاحب کا مدعا صرف یہ ہے کہ تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں یا ان کے ترجموں کو من و عن نئے تعلیم یافتہ طبقے کے سامنے بغیر کسی راسخ العلم اور وسیع النظر استاذ کے رکھ دینا مناسب نہیں ہے۔ تفاسیر میں ہر طرح کا رطب و یابس اور کچا پکا مواد موجود ہے۔ حدیث کے ذخیروں میں صحیح، ضعیف، موضوع ہر طرح کی روایات موجود ہیں اور کتب صحاح میں بھی

بے شمار احادیث ایسی ہیں جن کے مابین توفیق و تطبیق یا ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ہر کس و ناکس کے لیے ممکن نہیں ہے۔ مگر اصل الفاظ میں تحریف اور قطع و برید کے بعد ان سے مفہوم برآمد کیا جا رہا ہے کہ قرآن و حدیث ہر شے اب پرانی ہو چکی ہے، اب کوئی نیا قرآن اور نئی احادیث درکار ہیں جن کی تعلیم دلائی جائے گی

اس کتابچے کے صفحہ ۲۶ کی ایک عبارت ملاحظہ ہو:

" مولانا مودودی دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" فقہاء کا قانون اپنی سختیوں کی وجہ سے عورتوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے والا اور انہیں مرتد بنانے والا ہے۔" (ترجمان القرآن مئی ۱۹۴۹ء)

اب حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ تحریر نہ مولانا مودودی کی ہے، نہ مئی ۱۹۴۹ء کا کوئی پرچہ سرے سے کبھی چھپ کر عالمِ وجود میں آیا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ترجمان القرآن کی اشاعت ایک سال تک بند رہی اور جون ۱۹۴۸ء تا ستمبر ۱۹۴۸ء ترجمان القرآن کے صرف چار ماہانہ پرچے چھپ سکے تھے کہ مولانا مودودی پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیے گئے۔ ترجمان القرآن پھر بند ہو گیا اور پورے آٹھ ماہ (اکتوبر ۱۹۴۸ء تا مئی ۱۹۴۹ء) تک بند رہا۔ جون ۱۹۴۹ء میں جا کر التوا کے بعد پہلا پرچہ پریس اور پرنٹر پبلشر کی تبدیلی کے ساتھ شائع ہو سکا۔ اس جون ۱۹۴۹ء کے پرچے میں اس بندش کی پوری روداد اور اعلان نمایاں طور پر مطبوعہ موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے اور میں دوبارہ پوری صفائی سے یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ عبارت جو مئی ۱۹۴۹ء کے ترجمان کے حوالے سے مولانا مودودی کی جانب منسوب کی گئی ہے، یہ ہرگز کبھی ان کے قلم سے نہیں نکلی۔ یہ ان کی زبان اور انداز بیان ہی نہیں ہے۔ میں اسدالقادری صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ مولانا کی کسی کتاب یا رسالے سے یہ عبارت نکال کر دکھائیں ورنہ دنیا و آخرت میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سزاوار بننے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اپنے کتابچے کے ص ۲۹ پر یہ صاحب ترجمان القرآن کی ایک عبارت مولانا مودودی کی طرف یوں منسوب کرتے ہیں:

" حضرت خالدؓ بن ولید کی دینی حمیت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے مولانا مودودی تحریر کرتے ہیں۔

" اسلام کی عاقلانہ ذہنیت کسی خفیف سے خفیف غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا نہیں کر سکتی

اور اس معاملہ میں اس قدر نفس کے میلانات سے متنفر ہے کہ حضرت خالد جیسے صاحبِ فہم انسان کو اس کی تمیز مشکل ہو گئی۔" (ترجمان القرآن ربیع الثانی ۷۵ھ)

یہاں پھر محض مہینے اور سن کا حوالہ دے دیا گیا مگر صفحے کا نمبر یا مضمون کا عنوان نہیں دیا گیا جس مضمون سے یہ فقرہ کاٹ کر نقل کیا گیا ہے، اس مضمون کا عنوان "معرکہ اسلام و جاہلیت" ہے اور وہ صدر الدین اصلاحی کا تحریر کردہ ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس اقتباس کو اگر سیاق و سباق میں دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز قابلِ اعتراض نہیں، سوال یہ ہے کہ یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کی دیانت ہے کہ دوسروں کی عبارات کو دیدہ و دانستہ مولانا مودودی کے سر منڈھ دیا جائے۔ کسی رسالے یا اخبار میں جو چیز چھپتی ہے اس کا مالک یا مدیر محض اس وجہ سے تو اس کا مصنف نہیں بن جاتا کہ یہ اس کے رسالے میں چھپ گئی ہے۔ ہر شخص کا ایک اپنا طرزِ بیان اور اسلوبِ فکر ہوتا ہے جس کا وہ خود ہی ذمہ دار ہوتا ہے۔ پھر اس اقتباس و انتساب میں دُہری خیانت یہ ہے کہ مولانا صدر الدین کی بھی پوری بات نقل نہیں کی گئی جس میں انہوں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ حضرت خالدؓ نے دورانِ جنگ میں ایک دشمن پر وار کیا اور اس کے کلمہ طیبہ پڑھ دینے کے باوجود اسے قتل کر دیا۔ جس پر آنحضورؐ نے سخت باز پرس فرمائی کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ میں اس فعل سے بری ہوں۔ اس کے بعد اس عبارت پر وہی شخص اعتراض کرے گا جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ہدفِ اعتراض بنانا چاہے گا کہ آپ نے حضرت خالدؓ کے فعل پر ایسی سرزنش اور براءت کیسے اور کس لیے فرمائی؟

پھر قادری صاحب نے اسی ایک غلط انتساب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مولانا صدر الدین صاحب کے اسی مضمون سے مزید تین اقتباسات اپنی کتاب کے ص۳۰، ص۳۲، ص۳۳ پر بلا تامل مولانا مودودی سے منسوب کر دیے ہیں اور تینوں کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

مولانا مودودی ایک جگہ لکھتے ہیں...... مولانا مودودی ان الفاظ میں خلیفۂ اول پر نکتہ چینی کرتے ہیں... ان الفاظ میں خلیفۂ دوم پر مولانا مودودی نکتہ چینی کرتے ہیں۔

ان تینوں صفحات پر جو کھٹے جا کر جو عبارات نقل کی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک لفظ بھی مولانا مودودی کا تحریر کردہ نہیں۔ مجھے اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں پورے اقتباسات اور ان پر اسد القادری صاحب کی حاشیہ آرائی نقل کرتا۔ یہ عبارتیں اگرچہ بجائے خود بے غبار ہیں اور ان میں کوئی پہلو اعتراض (باقی بصفحہ ۴۸)